مشرق اور مغرب کا تصور تانیثیت: ایک تقابلی مطالعہ

East and West Conceptualization of Feminism: A Comparative Study

شاہد حسین[i]

Abstract:

This paper explores the intersectionality of feminist movements and their strategies, tactics, and challenges in the East and West. Drawing on historical, cultural, and political contexts, the paper examines the ways in which gender, race, class, religion, and other forms of oppression intersect and shape the experiences of women in different regions. The paper analyses the strategies and tactics employed by feminist movements, including their successes and limitations, and considers how these approaches reflect the unique challenges faced by women in different regions. The paper also discusses the importance of collaboration and solidarity across different communities to address the complex ways in which different forms of oppression intersect and shape individuals' lives. Ultimately, the paper highlights the need for feminist movements to adopt an intersectional approach and work towards greater gender equality and social justice for all.

Keywords: *Feminism, Intersectionality, Gender, Race, Class, Religion, Culture, Politics, Globalization, Social justice, Strategies.*

یہ مقالہ حقوقِ نسواں کی تحریکوں اور ان کی حکمت عملیوں کو مشرق و مغرب میں درپیش چیلنجز کا احاطہ کرتا ہے۔ تاریخی ، ثقافتی اور سیاسی تناظر و پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ مقالہ ان طریقوں کا جائزہ لیتا ہے جن میں جنس ، نسل ، طبقے ، مذہب اور جبر کی دوسری شکلیں مختلف خطوں میں خواتین کے تجربات و احساسات کو آپس میں جوڑتی اور ان کی تشکیل کرتی ہیں۔ اس مقالے میں حقوق نسواں کی تحریکوں کی حکمت عملیوں کا تجزیہ کیا گیا ہے ، بشمول ان کی کامیابیوں اور حدود ، اور اس بات کو بھی دکھایا گیا ہے کہ یہ طریقِ کار مختلف خطوں میں خواتین کو درپیش مسائل کی عکاسی کیسے کرتا ہے۔ اس مقالے میں مختلف کمیونٹیز کے درمیان تعاون اور یکجہتی کی اہمیت پر بھی بات کی گئی ہے تاکہ ان پیچیدہ طریقوں کو حل کیا جا سکے جن میں جبر کی مختلف شکلیں آپس میں ملتیں اور افراد کی زندگیوں کی تشکیل کرتی ہیں۔ یہ مقالہ ان تحریکوں پر یوں بھی روشنی ڈالتا ہے کہ کس طرح باہمی نقطہ نظر کو اپنانے اور سب کے لیے صنفی مساوات اور سماجی انصاف کے لیے کام کیا جا سکتا ہے۔

کلیدی الفاظ: تانیثیت ، باہمی تعلق ، صنف ، نسل ، طبقہ ، مذہب ، ثقافت ، سیاست ، عالم گیریت ، سماجی انصاف ، حکمت عملی۔

تانیثیت اپنے مختلف ثقافتی سیاق و سباق اور متنوع موضوعات کے پیشِ نظر عالمی مباحث میں شامل ہو چکی ہے۔ ثقافتی و نظری سیاق و سباق میں ہم ہمیشہ سے اس عالم کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کرتے آئے ہیں یعنی مشرق و مغرب۔ یہ دونوں اپنی الگ ثقافت رکھتے ہیں لیکن نظریات کا بہاؤ زیادہ مغرب سے مشرق کی طرف ہوا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ نظریات کے اطلاق پر ثقافت کا اثر سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ تو یوں مغرب سے درآمد شدہ اکثر نظریات نے نئی زمین پر موجود ثقافت سے تعامل کرکے اکثر ایک نئی شکل

[i] لیکچرر ، شعبہ اردو ، اسلامیہ یونی ورسٹی ، بہاول پور ، رحیم یار خان کیمپس (Corresponding Author)

کو جنم دیا جو کہنے کو یا نام کو تو وہی پہلی تحریک یا نظریہ تھا مگر حقیقت میں اس کے بنیادی ڈھانچے میں کئی ایک تبدیلیاں ہو چکی ہوتی ہیں۔ ایسی ہی ایک تحریک، ایک نظریہ تانیثیت کا ہے۔ جس کا بنیادی مقصد تو عورتوں کے سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی حقوق کا تحفظ ہےاور صنفی مساوات کے حصول کے لیے مرد اساس معاشرے میں عورت کے استحصال کے خلاف آواز اٹھانا ہے۔ بقول ڈاکٹر عظمیٰ فاروقی :

"فیمنزم سیاسی، معاشی اور سماجی حوالے سے جنسی، صنفی (Gender) مساوات کا نظریہ ہے۔" [۱]

لیکن یہ تحریک ہر نئی زمین کا لمس لینے کے بعد اپنے اندر کئی تبدیلیاں لے آتی ہے۔ یوں جب تانیثیت نے مغرب سے مشرق میں پاؤں رکھا تو مشرقی ثقافت میں موجود روایات، اقدار اور مذاہب نے اسے ایک نئے رنگ میں ڈھال دیا۔ اس مقالہ کا مقصد مشرقی اور مغربی معاشروں میں تانیثیت کے تصور کو سمجھنے کے لیے ایک تقابلی تجزیہ کرنا ہے اور اُن مماثلتوں، تفاوتوں اور بنیادی عوامل کو واضح کرنا ہے جو مذکورہ بالا تناظر کو تشکیل دیتے ہیں۔ لہٰذا تانیثیت کا تصور تو عالمی ہے، لیکن دنیا کے مختلف خطوں میں تانیثیت کے مختلف نقطۂ نظر اور تشریحات اپنائی جاتی ہیں۔ تانیثیت کی تحریکوں میں فرق کو سمجھنے کی ایک کڑی تانیثیت کے مشرق اور مغرب کے تصور تانیثیت کا موازنہ کرنا ہے۔

مغربی تانیثیت، جو کہ انیسویں صدی کے آواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں ابھری، اس کی توجہ صنفی عدم مساوات، تولیدی حقوق، اور کام کی جگہ پر امتیاز جیسے مسائل پر مرکوز ہے۔ اس تحریک کو زیادہ تر امریکہ اور یورپ میں سفید فام متوسط طبقے کی خواتین نے چلایا ہے۔ مغربی تانیثیت نے خواتین کے ووٹ کے حقوق، تعلیم اور روزگار کے مواقع تک رسائی اور اپنے جسمانی حقوق کے حق کے لیے جدوجہد کی ہے۔

اس کے برعکس مشرق میں فیمینسٹ کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا اس لیے وہ لوگ یا ادیب جو حقوق نسواں کی بات کرتے ہیں خود کو فیمینسٹ کہلوانے سے ڈرتے ہیں۔ مشرق میں تانیثیت کی بات پر، انیس ہارون اپنے ایک مضمون "فیمینزم اور پاکستانی عورت" میں کہتے ہیں کہ :۔

"آپ نے خواتین سے یہ بھی سنا ہوگا کہ 'ہمارے ملک میں عورت دوہرے استحصال کا شکار ہے یا ان پر بڑا ظلم ہوتا ہے' مگر دوسرے ہی سانس میں وہ کہتی ہے کہ 'میں فیمنسٹ

نہیں ہوں' ان میں پیشہ ور خواتین سے لے ادیب و شاعر بھی شامل ہوتی ہیں۔ جو ہمیشہ عورتوں کے حق کے لیے آواز بلند کرتی ہیں مگر اپنے آپ کو فیمنسٹ کہلانا پسند نہیں کرتیں۔ کیوں کہ ان کے ذہن میں بھی یہ ایک مغربی نظریہ ہے۔"[۲]

لہٰذا مشرقی تانیثیت کا ڈسکورس ذرا مختلف ہے۔ مشرقی تانیثیت اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ خواتین کے تجربات ان کے سماجی، اقتصادی اور ثقافتی سیاق و سباق سے تشکیل پاتے ہیں، اور اس لیے یہ تجربات معاشی انصاف، رد نسل پرستی، اور ڈی کالونائزیشن سمیت وسیع تر مسائل کے حل کے لیے کوشاں ہیں۔ ہاں ایک اور بھی بات کہ مشرقی تانیثیت خواتین کے منفرد تجربات کو اجاگر کرکے مغربی تانیثیت کے غلبے کو چیلنج بھی کرنا چاہتی ہے۔

مشرقی اور مغربی تانیثیت کی استعمال کردہ تکنیک میں بھی فرق ہے۔ مغربی تانیثیت اکثر انفرادی حکمت عملیوں کو استعمال کرتی ہے جیسے کہ قانونی کارروائی، لابنگ، اور شعور کو بیدار کرنا، جب کہ مشرقی تانیثیت اجتماعی کاروائی، کمیونٹی آرگنائزنگ اور نچلی سطح پر متحرک ہونے پر زور دیتی ہے۔

ایک اور اہم فرق تانیثیت میں مذہب کا کردار ہے۔ مغربی تانیثیت میں، مذہب کو اکثر ایک جابرانہ قوت یا جبریت کے طور پر دیکھا جاتا ہے جسے چیلنج کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے برعکس، بہت سی مشرقی تانیثیت پسند تحریکوں نے صنفی مساوات کو فروغ دینے والے مذہبی متون کی تشریحات کو بطورِ حوالہ پیش کرتے ہوئے تانیثیت کو مذہب کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔

لہٰذا اب تک کی بحث سے یہاں تین ممکنہ تحقیقی سوالات تشکیل پاتے ہیں جو تانیثیت کے مشرق اور مغرب کے تصور کے موضوع کی مزید وضاحت کر سکتے ہیں:

1۔ مشرق اور مغرب کی تانیثیت میں تاریخی، ثقافتی اور سیاسی سیاق و سباق میں فرق ان خطوں میں تانیثیت کی تحریکوں کی ترویج و ترقی اور مقاصد کو کس طرح تشکیل دیتا ہے؟

2۔ مشرقی اور مغربی تانیثیت کی جانب سے استعمال کی جانے والی حکمت عملیوں اور حربوں کے درمیان کیا اہم مماثلتیں اور فرق ہیں اور یہ نقطہء نظر ان خطوں میں خواتین کو درپیش مسائل کی عکاسی کیسے کرتے ہیں؟

3۔ صنف، نسل، طبقات اور مذہب کے تقاطعات مختلف خطوں میں تانیثیت کی تحریکوں کی ترقی اور اہداف کو کس طرح متاثر کرتے ہیں اور تانیثیت کی تحریکیں عالمی سطح پر صنفی مساوات کے حصول کے لیے ان مشترکہ راہوں

کو کیسے استعمال کر سکتی ہیں؟

تاریخی تناظر:

پہلے سوال کے مطابق تاریخی تناظر پہ بات کریں تو یہ بات تو طے ہے کہ کسی خطے کا تاریخی تناظر اس کی تحریک نسواں کی تشکیل میں اہم کردار ضرور ادا کرتا ہے۔ مغربی تانیثیت ایسے وقت میں سامنے آئی جب یورپ اور امریکہ میں خواتین ووٹ کے حق، تعلیم اور روزگار کے مواقع تک رسائی، اور اپنے جسمانی حقوق کے لیے لڑ رہی تھیں۔

مارگریٹ والٹرز حوالہ دیتی ہیں کہ :۔

> ”میرین رڈ (Marrion Ried) نے لکھا کہ اس نے عورت کے حوالے سے فرسودہ خیال کو برطرف کیا، مرد پر عورت کے اثر و رسوخ کے تصور ہی نے اسے وہ سب کچھ عطا کر دیا جس کی اسے تمنا تھی۔ وہ نہ صرف ووٹ کی اہمیت پر زور دینے کے لیے نکلی بلکہ اس نے پارلیمنٹ میں بھی علامتی طور پر شرکت کی۔“ [۳]

اس کے برعکس، مشرقی تانیثیت بیسویں صدی کے وسط میں ابھری جب ایشیا، افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے ممالک نوآبادیاتی طاقتوں سے آزادی کے لیے لڑ رہے تھے اور مشرقی فیمنسٹوں کا خیال ہے کہ مغرب ابھی تک Colonial سوچ سے نجات حاصل نہیں کر سکا اور اسی لیے وہ فیمینیزم میں بھی Overgeneralize کرتا نظر آتا ہے۔ [۴]

تانیثیت کی دوسری لہر اپنی نوعیت میں ایکٹیویسٹ (Activist) سے زیادہ نظریاتی تھی۔[۵] مشرق میں تانیثیت کی دوسری لہر سوشلسٹ اور مارکسی نظریات سے بہت زیادہ متاثر تھی، جس نے معاشی انصاف، طبقاتی کشمکش اور مزدوروں کے حقوق کے مسائل پر توجہ مرکوز کی۔ یوں مشرق میں تانیثیت کی تحریکیں بھی نوآبادیات کی وراثت اور ثقافتی اور مذہبی سامراج کے خلاف جدوجہد سے تشکیل پائیں۔

ثقافتی تناظر:

ثقافتی تناظر سے مراد وہ عقائد، اقدار اور اصول ہیں جو کسی خاص علاقے میں لوگوں کے رویوں اور طرز عمل کو تشکیل دیتے ہیں۔ مشرق اور مغرب کے درمیان ثقافتی اختلافات نے بھی تانیثیت کی تحریکوں

کے مختلف مقاصد اور حکمت عملیوں میں حصہ ڈالا ہے۔ مغربی تانیثیت، جس کی قیادت زیادہ تر سفید فام متوسط طبقے کی خواتین کر رہی ہیں، اس میں رنگ کی بنیاد پر خواتین کی طبقات اور دیگر پسماندہ گروہوں کے مسائل کو حل کرنے میں ناکامی پر تنقید کی جاتی رہی ہے:

> "Western feminism, which has largely been led by white middle-class women, has been criticized for its lack of diversity and its failure to address the experiences of women of color and other marginalized groups."[6]

اس کے برعکس، مشرقی تانیثیت نے جنس، طبقے، نسل اور مذہب کے باہمی تعلق پر زور دیا ہے:

> "Feminist movements in the East have been influenced by the cultural and religious traditions of the region, which have been used to promote gender equality and challenge patriarchal norms."[7]

مشرق میں تانیثیت کی تحریکیں خطے کی ثقافتی اور مذہبی روایات سے متاثر ہوئی ہیں، جن کا استعمال صنفی مساوات کو فروغ دینے اور پدرانہ اصولوں کو چیلنج کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، صنفی مساوات کو فروغ دینے کے لیے اسلامی تانیثیت، (جو ۱۹۹۰ء کی دہائی میں ابھری) مذہبی متون کی نئی تشریح کر کے اسلامی تعلیمات کے ساتھ تانیثیت کے اصولوں کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

معاشرے میں خاندانی نظام کی بدولت بھی مشرق و مغرب میں ایک خاص فرق پایا جاتا ہے۔ مغرب کے خاندانی نظام میں مشرق خاندانی نظام کی طرح دادا سے پوتوں تک ایک ہی گھر میں نہیں رہتے۔ مشرقی عورت اس مشترکہ خاندانی نظام کی بدولت بھی استحصال کا شکار ہے جو کہ مغرب میں نہیں۔

سیاسی تناظر:

سیاسی تناظر سے دیکھیں تو کسی خطے کا سیاسی تناظر بھی تانیثیت کی تحریکوں کی ترقی اور مقاصد کو تشکیل دیتا ہے۔ مغربی تانیثیت کی تحریکیں بڑی حد تک قانونی اور سیاسی اصلاحات کے حصول میں کامیاب رہی ہیں جو صنفی مساوات کو فروغ دیتی ہیں۔ تاہم، اقتصادی انصاف اور سماجی عدم مساوات کے مسائل پر توجہ نہ دینے پر ان پر بھی تنقید کی گئی ہے۔[۸]

اس کے برعکس، مشرقی تانیثیت کی تحریکیں معاشی انصاف اور سماجی عدم مساوات پر زیادہ مرکوز

رہی ہیں۔ مشرق میں تانیثیت کی تحریکیں اکثر وسیع تر سماجی اور سیاسی تحریکوں کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں جو سامراج، سرمایہ داری اور جبر کی دیگر اقسام کو چیلنج کرنا چاہتی ہیں۔ مثال کے طور پر، چین میں خواتین کی آزادی کی تحریک اس وسیع تر کمیونسٹ انقلاب کا حصہ تھی جس نے سوشلسٹ معاشرہ بنانے کی کوشش کی:

"The Women's Liberation Movement in China was part of the broader Communist revolution that sought to create a socialist society." [9]

پہلے سوال کے جواب میں ہم مجموعی طور پر دیکھیں تو، مشرق اور مغرب کے درمیان تاریخی، ثقافتی، اور سیاسی سیاق و سباق میں فرق نے ان خطوں میں تانیثیت کی تحریکوں کی ترقی اور اہداف کی تشکیل پر گہرے اثرات ڈالے ہیں۔ مغربی تانیثیت نے زیادہ تر قانونی اور سیاسی اصلاحات پر توجہ مرکوز کی ہے جو صنفی مساوات کو فروغ دیتی ہیں، جب کہ مشرقی تانیثیت نے صنف، طبقات، نسل اور مذہب کے باہمی تعلق پر زور دیا ہے۔

دوسرے سوال کے مطابق مسائل کی عکاسی کے لیے استعمال کی جانے والی حکمت عملیوں میں مماثلت اور افتراقات پر بات کریں تو مشرق اور مغرب میں تانیثیت کی تحریکوں کو الگ الگ چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا ہے اور ان سے نمٹنے کے لیے حکمت عملیاں اور حربے بھی جداگانہ تھے۔ چین اور ریاست ہائے متحدہ پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے مشرقی اور مغربی تانیثیت کی تحریکوں کی جانب سے استعمال کی جانے والی حکمت عملیوں اور حربوں کے درمیان مماثلت اور فرق کا جائزہ لیں تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اگرچہ تحریکوں کے نقطۂ نظر مختلف ہو سکتے ہیں، لیکن وہ صنفی مساوات کو فروغ دینے اور صنفی بنیاد پر جبر کو چیلنج کرنے کے مقاصد مشترک ہیں۔

چین میں، تانیثیت ۲۰ویں صدی کے اوائل میں ایک سیاسی تحریک کے طور پر ابھری۔ چین کی کمیونسٹ پارٹی (CPC) ۱۹۴۰ء کی دہائی سے خواتین کے حقوق کی جنگ میں ایک اہم اتحادی رہی ہے۔ چینی تانیثیت کی تحریک نے روایتی طور پر خواتین کی تعلیم، روزگار، تولیدی حقوق، اور گھریلو تشدد کے پھیلاؤ جیسے مسائل پر توجہ مرکوز کی ہے۔ چین میں تانیثیت پسند کارکنوں نے احتجاج، آن لائن مہمات کو منظّم کرنا، نیز CPC کے اندر سیاسی وکالت میں شامل ہو کر مختلف حکمت عملیوں کو اپنایا ہے جس میں چائنہ کمیونسٹ پاٹی

کا بھی اہم کردار ہے:

"The Chinese Communist Party (CCP) took up women's rights as a key component of its social program from its earliest days, recognizing that women's subordination was integral to the traditional social system and that gender inequality would need to be overcome as part of the broader revolutionary project."[10]

دوسری طرف ریاست ہائے متحدہ میں، تانیثیت کی تحریک ۱۹ویں صدی کے آخر میں ابھری اور پھر کئی لہروں نے جنم لیا۔ تانیثیت کی دوسری لہر، جو ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء کی دہائیوں میں ابھری، نے تولیدی حقوق، کام کی جگہ پر امتیازی سلوک اور جنسی ہراسانی جیسے مسائل پر توجہ مرکوز کی۔ ریاست ہائے متحدہ میں تانیثیت پسند کارکنوں نے متعدد حکمت عملیوں مثلاً نچلی سطح پر تنظیم سازی، قانونی وکالت، اور میڈیا مہمات۔ وغیرہ کو استعمال کیا ہے۔ ان حربوں کے استعمال میں ریاست کا کردار بھی بہت اہم ہے۔ چین میں، ریاست نے خواتین کے حقوق کو آگے بڑھانے میں مرکزی کردار ادا کیا ہے، سی پی سی کو تانیثیت کی تحریک کے اہم اتحادی کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ دوسری طرف ریاست ہائے متحدہ میں، ریاست کو اکثر خواتین کے حقوق کی راہ میں رکاوٹ کے طور پر دیکھا جاتا رہا ہے، اس لیے مغرب میں تانیثیت پسند کارکن صنفی مساوات کو فروغ دینے کے لیے قانونی چارہ جوئی اور ریاستی پالیسی میں تبدیلیوں پر زور دیتے ہیں۔

مشرقی اور مغربی تانیثیت کی تحریکوں کے درمیان ایک اور اہم فرق انفرادی عمل اور اجتماعی عمل ہے۔ چین میں، تانیثیت کی تحریک نے اکثر اجتماعی کارروائی پر توجہ مرکوز کی ہے۔ تانیثیت پسند کارکنان خواتین کے مسائل کے حل اور عوام الناس میں بیداری کے لیے احتجاج اور کانفرنسوں کا اہتمام کرتے ہیں:

"The fact that Chinese feminism has emphasized collective solutions to women's problems, as opposed to individual solutions, demonstrates that Chinese women have placed great importance on the power of collective action and the ability to mobilize a large number of people "[11]

اس کے برعکس، ریاست ہائے متحدہ میں، تانیثیت کی تحریک نے اکثر انفرادی عمل پر زور دیا

ہے۔ تانیثیت پسند کارکنان خواتین کو اپنی ذاتی اور پیشہ ورانہ زندگی میں صنفی بنیاد پر جبر کو چیلنج کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا اختلافات کے باوجود، مشرقی اور مغربی تانیثیت کی تحریکوں کی جانب سے استعمال کی جانے والی تکنیک میں مماثلتیں بھی موجود ہیں۔ دونوں خطوں کی تحریکوں نے پسماندہ طبقات میں شعور اور تنظیم سازی کے ساتھ ساتھ خواتین کے مسائل سے متعلق بیداری پیدا کرنے کے لیے سوشل میڈیا پر تشہیر کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ مزید برآں، دونوں تحریکوں نے باہمی تعلق کی اہمیت کو بھی تسلیم کیا ہے، چین اور ریاست ہائے متحدہ دونوں میں تانیثیت کے کارکنان ان طریقوں سے نمٹنے کے لیے کام کر رہے ہیں جن میں صنفی جبر کی دوسری اشکال، جیسے کہ نسل اور طبقات کی بدولت ان میں فرق کیا جاتا ہے۔ دونوں تحریکیں صنفی مساوات کو فروغ دینے اور صنفی بنیاد پر جبر کو چیلنج کرنے کے عزم کا اظہار کرتی ہیں، اور دونوں ہی نچلی سطح پر تنظیم سازی اور ایک دوسرے سے منسلک تحقیقی تجزیات کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہیں۔ للذا صنفی مساوات کے مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے، ثقافتی مکالمے اور تعاون کو فروغ دینے کے لیے ان تحریکوں کے درمیان مماثلت اور فرق کو سمجھنا ضروری ہے۔

تیسرے سوال کے جواب کی تلاش میں اگر دیکھیں تو جبر کی مختلف شکلیں جیسے کہ جنس، نسل، طبقہ اور مذہب ایک دوسرے کو آپس میں جوڑتے اور افراد و برادریوں کے نئے تجربات کو تشکیل دیتے ہیں۔ اس سوال کے جواب میں، ہم جائزہ لیں گے کہ کس طرح صنف، جنس، طبقات اور مذاہب کے تعامل مختلف خطوں میں تانیثیت کی تحریکوں کی نشوونما اور اہداف کو متاثر کرتے ہیں، لیکن توجہ ریاست ہائے متحدہ اور ہندوستان پر رہے گی۔ بحث کریں گے کہ عالمی سطح پر زیادہ صنفی مساوات کے حصول کے لیے ان مشترکہ مسائل کا حل بہت ضروری ہے۔

معاشرے اور پھر مرد اساس معاشرے میں انسانی قدروں کی پامالی جن میں خاص طور پر نسائی جذبات و اقدار کا استحصال تانیثیت کے خاص موضوعات ہیں۔ جبر اور جنسی مباحث کے مباحث میں مرد کا عورت کو اپنے تسلط میں رکھنے پر بات کرتے ہوئے نیلم بشیر اپنے ایک ترجمہ میں سیمن ڈی بوا کے خیالات کے بارے لکھتی ہیں کہ:

"اقدار تخلیق کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ جو کہ یہ کام سرانجام دیتے دیتے بالآخر خود ایک قدر کی حیثیت اختیار کر گیا ہے اور یہی سرگرمی زندگی کی غیر واضح صورت حال پر غالب آ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے مرد نے فطری اختیار اور عورت کو اپنے تسلط کے زیر اثر لے لیا۔ وہ دلائل پیش کرتے ہوئے کہتی ہے کہ عورت اس فطرت، گم نامی اور غیر انسانی سلوک کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔" [۱۲]

ریاست ہائے متحدہ میں، ۱۹۸۰ء کی دہائی سے تانیثیت پسند کارکنوں نے تسلیم کیا کہ صنفی بنیاد خواتین کے جبر کے تجربات ان کی نسل، امیر و غریب اور دیگر ایسے عوامل سے تشکیل پاتے ہیں۔ للذا ریاست ہائے متحدہ میں تانیثیت کی تحریکوں نے ان مسائل کے حل کے لئے کام کیا، تانیثیت کے چند کارکنان خاص طور پر تولیدی حقوق، گھریا کام پہ امتیازی سلوک اور جنسی تشدد جیسے مسائل پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ یہ مسائل تفریق بلحاظ رنگ اور کم آمدنی والی خواتین کو غیر متناسب طور پر متاثر کرتے ہیں:

"Despite the differences in the experiences of various groups of women, white middle-class women provided the early leadership of the second wave feminist movement. Many white middle-class women who had never before recognized their oppression as women were transformed by consciousness-raising sessions into women who could see clearly how sexism had affected their lives. These sessions also helped many white middle-class women recognize how their race and class had shaped their gender identities and their experiences as women ."[13]

ہندوستان میں، تانیثیت پسند حلقوں نے بھی تقابل کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ تاہم، جنس، نسل، طبقات اور مذہب کے تقاطع ہندوستان میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے مقابلے میں ذرا مختلف ہیں۔ مثال کے طور پر، ذات پات کا نظام ہندوستان میں خواتین کے تجربات کو تشکیل دینے میں ایک اہم عنصر رہا ہے، جہاں دلت، دیہاتی، قبائلی، بھٹہ خواتین اور نیچ ذات خواتین کو خاص طور پر شدید قسم کے جبر کا سامنا ہے۔ مزید برآں، ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مذہبی تناؤ ہندوستان میں تصادم کا باعث رہا ہے، کچھ تانیثیت کی تحریکیں جنس اور مذہب کے تقاطع کو حل کرنے کے لیے بھی کام کر رہی ہیں۔ مذہبی فیمنسٹ کا خیال

ہے[۱۴] کہ مذہبی تحریروں کی درست تشریح کی جائے تو اس کے ذریعے مساوات پر قائم معاشرے کا حصول ممکن ہے:

"Religion and caste have always played a crucial role in the lives of Indian women. In addition to facing gender-based discrimination, women from marginalized communities also have to deal with the added burden of religious and caste-based biases. The tension between Hindus and Muslims has been a particular source of conflict in India, with communal violence often erupting along religious lines. Feminist movements in India have recognized the importance of addressing these intersections of gender and religion, and have worked to create a more inclusive and egalitarian society for all women."[15]

ان مسائل سے نمٹنے میں تانیثیت کی تحریکوں کو درپیش کلیدی چیلنجوں میں سے ایک مختلف کمیونٹیز کے درمیان تعاون اور یکجہتی کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر ریاست ہائے متحدہ میں، تانیثیت کی تحریکوں کو سفید فام، متوسط طبقے کی خواتین کے تجربات کو مرکز بنانے اور رنگ کی بنیاد اور کم آمدنی والی خواتین کے تجربات کو نظر انداز کرنے پر تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ نسل پرستی اور معاشی عدم مساوات جیسے مسائل صنفی بنیاد پر جبر سے جڑے ہوئے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ میں تانیثیت کی تحریکوں نے مختلف کمیونٹیز میں اتحاد قائم کرنے کی کوششیں کی ہیں۔

اسی طرح، ہندوستان میں، کچھ تانیثیت کی تحریکوں نے مذہبی اور ذات پات کی خطوط پر اتحاد قائم کرنے کے لیے کام کیا ہے، یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ جنس، نسل، طبقے اور مذہب کے درمیان ایک دوسرے سے جڑے تعلقات پیچیدہ ہیں اور انہیں تنہائی میں حل نہیں کیا جا سکتا۔ مثال کے طور پر، ''بیباک'' ہندوستان میں ایک تانیثیت پسند تنظیم ہے جو صنف اور مذہب کے درمیان فرق کو حل کرنے کے لیے کام کرتی ہے، خاص طور پر مسلم خواتین کے امتیازی سلوک اور پسماندگی کے تجربات پر توجہ مرکوز کرتی ہے:

"Given the significance of religion in India and its linkages to gender-based oppression, feminist movements have also focused on engaging with

religion as a site of struggle. Some feminist activists have called for a reinterpretation of religious texts to challenge patriarchal interpretations and promote gender justice, while others have advocated for the separation of religion and state to ensure equal rights and opportunities for women of all faiths."[16]

یوں افراد اور برادریوں کے تجربات کو سمجھنے اور مختلف خطوں میں تانیثیت کی تحریکوں کے اہداف اور حکمت عملیوں کی تشکیل کے لیے جنس، نسل، طبقے اور مذہب کے گٹھ جوڑ بہت اہم ہیں۔ عالمی سطح پر صنفی مساوات کے حصول کے لیے ان مشترکہ تعاملات کا پتہ لگانا بہت ضروری ہے۔ تانیثیت کی تحریکوں کو مختلف طبقات میں اتحاد بنانے کے لیے کام کرنا چاہیے اور ان پیچیدہ طریقوں کو پہچاننا چاہیے جن میں جبر کی مختلف شکلیں آپس میں ملتی ہیں اور افراد کی زندگیوں کی تشکیل کرتی ہیں۔

لہٰذا بحث کو سمیٹتے ہم دیکھتے ہیں کہ تانیثیت کے بارے میں مشرق اور مغرب کے مصنفین کے خیالات ثقافتی، تاریخی اور سماجی و سیاسی عوامل کی وجہ سے نمایاں طور پر مختلف ہیں۔ ثقافتی تناظر میں دیکھیں تو مشرق کے مصنفین اکثر تانیثیت کواپنی ثقافتی اور مذہبی روایات سے جڑی ہوئی دیکھتے ہیں کچھ مشرقی مصنفین یہ بحث کرتے ہیں کہ تانیثیت کو متعلقہ معاشروں کے منفرد ثقافتی تناظر اور اقدار کے مطابق ڈھال لیا جانا چاہیے۔ وہ مساوات کی تلاش کے دوران روایتی صنفی کرداروں اور خاندانی ڈھانچے کو محفوظ رکھنے کی اہمیت پر بھی زور دیتے ہیں۔ اس کے برعکس، مغربی مصنفین انفرادی آزادی اور ذاتی پسند کو ترجیح دیتے ہیں، خواتین کی خود مختاری کی وکالت کرتے ہیں اور صنفی اصولوں کو چیلنج کرتے ہیں۔ اسی طرح تاریخی تجربات بھی مغربی مصنفین کی دماغ شوئی کرتے ہیں۔ مغرب میں، تانیثیت کی تحریکیں مخصوص تاریخی سیاق و سباق جیسے کہ حق رائے دہی کی تحریک، صنعت کاری، اور تولیدی حقوق کی لڑائی کے جواب میں ابھریں۔ مغربی مصنفین مرکزی تانیثیت کے مسائل کے طور پر پدرانہ نظام، مساوی تنخواہ، اور تولیدی حقوق کو ختم کرنے پر زور دیتے ہیں۔ مشرقی مصنفین کے تانیثیت سے متعلق تاریخی تجربات ان سے مختلف ہیں، جو اکثر نوآبادیات، مذہبی قدامت پسندی، یا سماجی انقلابات سے متاثر ہوتے ہیں۔ ان کا زور ثقافتی تحفظ، سامراج مخالف یا اقتصادی ترقی پر ہے۔ اسی طرح سماجی و سیاسی عوامل میں دیکھیں تو مغربی معاشروں میں، خواتین

کے حقوق کے لیے قانونی تحفظ کا بڑا پلیٹ فارم اور بعض مشرقی معاشروں کے مقابلے میں صنفی مساوات اعلیٰ سطح پر ہے۔ اس کا نتیجہ لگتا ہے کہ مغربی مصنفین زیادہ اہم مسائل پر توجہ مرکوز کرتے ہیں جیسے کہ نمائندگی، تقاطع اور نظام کی برتری۔ دوسری طرف مشرقی مصنفین بنیادی حقوق کو ترجیح دیتے ہیں، جیسے کہ تعلیم، صحت، اور تشدد سے آزادی، جو ان کے معاشروں میں اب بھی بڑے چیلنجز ہیں۔۔ لہٰذا، تانیثیت کی تحریکوں کو عالمی سطح پر زیادہ سے زیادہ صنفی مساوات کے حصول کے لیے ان تقاطع کو حل کرنا چاہیے۔ ایسا کرنے سے، تانیثیت کی تحریکیں تمام خواتین کے لیے ایک زیادہ جامع اور مساوی دنیا تشکیل دے سکتی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر عظمیٰ فرمان فاروقی، اردو ادب میں نسائی تنقید (کراچی: سعید پبلی کیشنز، اگست ۲۰۱۰ء)، ۱۱۔

۲۔ انیس ہارون، "فیمینزم اور پاکستانی عورت"، مشمولہ: آدھی عورت پورا ادب، مرتبین: ڈاکٹر عقیلہ جاوید، ڈاکٹر حماد رسول (لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۷ء)، ۸۷۔

۳۔ مار گریٹ والٹرز، تانیثیت: ایک تعارف، مترجمہ: نیلم نسیم (لاہور: عکس پبلی کیشنز، ۲۰۱۹ء)، ۱۱۳-۱۱۴۔

۴۔ ڈاکٹر عظمیٰ فاروقی، "نسائیت ایک تعارف"، مشمولہ: اردو ادب اور تانیثیت، مرتبہ: ڈاکٹر قاضی عابد (اسلام آباد: پورب اکیڈمی، س۔ن)، ۶۶۔

۵۔ پروفیسر عتیق اللہ، بیسویں صدی میں خواتینِ اردو ادب (نئی دہلی: ماڈرن پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۲ء)، ۸۶۔

6. Bell hooks, *Feminist Theory: From Margin to Center* (Cambridge, MA: South End Press, 1984), 3.

7. Fatima Mernissi, *The Veil and the Male Elite: A Feminist Interpretation of Women's Rights in Islam* (Reading, MA: Addison-Wesley, 1991), 33.

8. Nancy Fraser, "Feminism, Capitalism, and the Cunning of History", in: New Left Review, No.56 (2009), 97-117.

9. Zheng Wang, *Women in the Chinese Enlightenment: Oral and Textual Histories* (Berkeley: University of California Press, 1994), 87.

10. Emily Honig, "The Gender of Politics: Women and the Rise of the Communist Party in China", In: *The Politics of Women's Rights: Parties, Positions, and Change*, ed: Mala Htun and Laurel Weldon (Princeton, NJ: Princeton University Press), 207.

11. Zheng Wang, *Women in the Chinese Enlightenment: Oral and Textual Histories* (Berkeley: University of California Press, 2005), 7.

۱۲۔ مارگریٹ والٹرز، تانیثیت: ایک تعارف، مترجمہ: نیلم نسیم، ۱۵۶۔

13. Patricia Hill Collins, *Black Feminist Thought: Knowledge, Consciousness, and the Politics of Empowerment* (Routledge: 1990), 221.

۱۴۔ ڈاکٹر عظمیٰ فاروقی، ''نسائیت ایک تعارف''، مشمولہ: اردو ادب اور تانیثیت، مرتبہ: ڈاکٹر قاضی عابد، ۶۶۔

15. Vibhuti Patel, *Feminism in India: Issues and Perspectives* (New Delhi: Kali for Women, 2006).

16. Niharika Shah, "Intersectionality and Feminism in India: 9 Exploring the Links between Gender, Caste, and Religion." In: *Feminist Review*, 65.